



معراج النبی ﷺ کے متعلق مرزا قادیانی کا نظریہ؛ عقلی و نقلی استدلال کا علمی جائزہ Mirza qadiani's Theory of Miraj-ul-Nabi ﷺ: A Scientific Review of Rational and Reported Reasoning

Dr. Hafiz Fareed ud Din

President, Al-Mu'in Khatm-e-Nabuwat Research Institute Awān Mihr 'Alī Shāh

Bahāwalpur. Email: hfareeduddin@gmail.com

Dr. Muhammad Sajid Mahboob

Director, Vital Islamic Research Center Haroonabad. Email:

drsajidmehboob572@gmail.com

Mirza Ghulam Ahmad Qadiani claimed that According to the Hadiths which reported about the descending of Jesus is not means the Israeli Massiah, but the Muhammadan Massiah (Mirza Qadiani) in the form of Messiah Ibn Maryam. So, he (Mirza Qadiani) himself is the "Promised Messiah". Because Jesus Ibn Maryam (AS) was crucified by the Jews and later his disciples took him down from the cross alive and wrapped him in a bandage and he came to Srinagar Kashmir fir the purpose of preaching and died a natural death there. His grave is also in Kashmir. The meaning of the verse of Christ's ascension in the Holy Qur'an is that he was spiritually lifted up to heaven, no human being can be physically lifted up to heaven. In view of this belief, he has also denied the physical Ascension of the Prophet ﷺ, that he did not go to the sky physically, but went spiritually, meaning that he received the highest level of Kashf, and he (Mirza Qadiani) also has the knowledge and experience of this rank. According to Mirza Qadiani, it is logically impossible for a human body to go to the heavens with an elemental body. Below, a brief critical review of this false theory of Mirza Qadiani will be presented in the light of Quran o Hadith and with rational reasoning.

Key Words: 'Īsā, Qādiyānī, Masīh e Maw'ūd, Me'rāj, Ascending, Descending, Kashf.

تعارف:

مرزا غلام احمد قادیانی کا بزم خود دعویٰ ہے کہ احادیث میں جس عیسیٰ کے نزول کی خبر ہے وہ مسیح اسرائیلی نہیں بلکہ مسیح محمدی (مرزا قادیانی) ہے بصورتِ مثیل مسیح ابن مریم۔ لہذا وہ (مرزا قادیانی) خود "مسیح موعود" ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کو یہودیوں نے مصلوب کیا اور بعد میں اُن کو صلیب سے زندہ اتار کر اُن کے حواریوں نے اُن کی مرحم پٹی کی اور وہ تبلیغ کے سلسلہ میں سری نگر کشمیر تک آئے اور وہیں طبعی موت مرے اور اُن کی قبر بھی کشمیر میں ہے۔ قرآن مجید میں مسیح کے رفع کی آیات [1] کا معنی

¹ Al.Nisā', 4: 157-158.

یہ ہے کہ وہ روحانی طور پر آسمان پر اٹھائے گئے، کسی بشر کا جسمانی طور پر رفع آسمانی نہیں ہو سکتا۔ اس عقیدہ کے پیش نظر اُس نے آنحضرت ﷺ کے معراج جسمانی کا بھی انکار کیا ہے کہ وہ جسمانی طور پر آسمان پر نہیں گئے بلکہ روحانی طور پر بایں معنی گئے کہ اعلیٰ درجہ کا کشف اُن کو حاصل تھا۔ یعنی بذریعہ کشف معراج ہوئی نہ یہ کہ وہ بنفس نفیس آسمان پر گئے، اور اس درجہ کا کشف اُس (مرزا قادیانی) کو بھی حاصل ہے۔ مرزا قادیانی کے مطابق عقلی طور پر محال ہے کہ کوئی بشر جسم غصری کے ساتھ آسمانوں پر جائے۔ ذیل میں مرزا قادیانی کے اس باطل نظریہ کا عقلی و نقلی استدلال سے مختصر علمی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

مرزا قادیانی کے عقلی استدلال کا تنقیدی جائزہ:

مرزا قادیانی کے اپنے دعویٰ "مسح موعود" کے ضمن میں بنیادی طور پر تین مقدمات ہیں۔ ایک یہ کہ اُس نے اپنے آپ کو بطور نبی ہونے کے خدا کی طرف سے "الہام" پا کر اپنے دعوں کی بنیاد رکھی ہے۔ دوسرا یہ کہ "مسح ابن مریم فوت ہو چکا ہے" اور تیسرا یہ کہ موتی مرنے کے بعد دوبارہ زمین پر نہیں آتے۔ دوسرے مقدمہ یعنی "مسح ابن مریم طبع موت مر گئے ہیں" کی بنیاد پر جسمانی طور پر رفع مسح کا انکار کرتے ہوئے آپ ﷺ کی جسمانی معراج کی بھی نفی کی ہے اور عقلی استدلال کیا ہے کہ:

"از انجملہ ایک یہ اعتراض ہے کہ نیا اور پُرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ گُرہ زَمَرِ نیر تک بھی پہنچ سکے بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ کر اس طبقہ کی ہوا ایسی مُضرِ صحت معلوم ہوئی ہے کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔ پس اس جسم کا گُرہ مہتاب یا گُرہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔ اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت ﷺ کا معراج اس جسم کے ساتھ کیوں کر جائز ہو گا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جس کو در حقیقت بیداری کہنا چاہیے۔ ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسب استعداد نفس ناطقہ اپنے کے آسمانوں کی سیر کر سکتا ہے۔ پس چونکہ آنحضرت ﷺ کے نفس ناطقہ کی اعلیٰ درجہ کی استعداد تھی اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی اس لئے وہ اپنی معراجی سیر میں معمورہ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ گئے سو در حقیقت یہ سیر کشفی تھا جو بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے۔ میں اس کا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنیٰ درجوں میں سے اس کو سمجھتا ہوں بلکہ یہ کشف کا بزرگ ترین مقام ہے جو در حقیقت بیداری بلکہ اس کثیف بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفیٰ اور اعلیٰ ہوتی ہے اور اس قسم کے کشفوں میں موقوف خود صاحب تجربہ ہے۔" [2]

مرزا قادیانی کے درج بالا عقلی استدلال سے یہ نکات سامنے آتے ہیں کہ:

- یہ محال ہے کہ کوئی بشر آسمان پر جاسکے۔
- نبی کریم ﷺ کو جسمانی معراج نہیں ہوئی۔
- سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھی بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔

[2] Ghulam Aḥmed, Qādiyānī, Izāla Auhām, Ruḥānī Khazā'in, 3: 126.

• اور اس قسم کے کشفوں میں مولف (مرزا قادیانی) خود صاحب تجربہ ہے۔

مرزا قادیانی نے فلسفی طور پر صعود بجدہ العصری کو منتعات میں سے سمجھا ہے کہ نئے اور پرانے فلسفہ سے یہ محال ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ گڑہ زہریر تک بھی پہنچ سکے۔ اس جسم کا گڑہ ماہتاب یا گڑہ آفتاب تک پہنچنے کو لغو خیال کیا ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب، قادیانی کے استدلال کی تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ہم یہ کہتے ہیں کہ آیت اور حدیث اور اجماع کے مقابلہ میں ایسے استدالات سے کام لینا مسلمان کا کام نہیں اور نیز استدلال مذکور موقوف ہے امور ذیل کے ثبوت پر، وود نہ خرط القتاد۔

(1) اتحاد نوعی کل طبقات ہوائیہ کا۔

(2) لوازم طبقات ہوائیہ کا از قبیل لوازم ماہیت ہونا۔

(3) خصوص کیفیات کے تغیر میں تبدل فصول کا مؤثر نہ ہونا۔

(4) لزوم کا ضروری ہونا نہ کہ عادی کا۔

امور مذکورہ سے صرف امر چہارم ہی کا اگر خیال کیا جائے تو بہتات یناؤ کونی بڑا و سلماً علیٰ لڑیم [3] کے حرارت، برودت وغیرہا کا انفکاک اپنے ملزومات سے واقعی معلوم ہوتا ہے۔ کیا وہ فاعل مختار اور حکیم مطلق جس نے ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کو سرد کر دیا اس پر قدرت نہیں رکھتا کہ زمہیری کرہ کی برودت کو مثلاً معتدلہ حرارت سے بہ نسبت ایک مقبول بندے اپنے کے متبدل کر دے؟۔ مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے کہ حرارت مفطرہ کا زوال آگ سے بالکل واقعی اور سچ ہے کما ذکرہ الشیخ فی الفتوحات اور اس زمانہ میں بھی عوام سے خواص تک اس کو دیکھ چکے ہیں۔ لہذا آیت کو امتناع انفکاک الحرارت عن النار کی بناء پر ماول ٹھہرانا سراسر تعصب و جہالت ہے۔ الغرض جسم خاکی کے آسمان پر جانے کے استحالة کو کوئی دلیل شرعی یا عقلی ثابت نہیں کرتی کما ذکرہ النوادی فی شرح مسلم"۔ [4]

یعنی کسی بشر کا آسمان پر جانا ہر گز محال نہیں ہے مگر محل تعجب ضرور ہے۔ نیز یہ کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کچھ امور میں اختیار عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ اُم عطا کی حدیث میں ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَطَاءٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ أَعْطَانِي مَا سَأَلْتُكُمْ، وَلَوْ شِئْتُ لَكُنَّ، وَلَكِنَّهُ خَيْرَنِي" [5]

"آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ امور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عطا فرمائے ہیں۔ اگر میں چاہوں تو ہو جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے مختار کیا ہے۔"

[3] Al-Anbiya', 21: 69.

[4] Al-Navavī, Muhy al-dīn, Al-Minhāj SharAh Sahīh Muslim bin Hajjāj (Karāchī: Qadīmī Kutub Khāna, S.N), 1 : 91.

[5] Ibn-e-Kathīr, Al-Tafsīr al-Qurān al- 'Azīm, 5:83.

مرزا قادیانی نے معراج شریف کی نسبت جو کہا ہے کہ: "اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں گئے تھے" کس قدر سخت گستاخی اور بے ادبی ہے اگرچہ جسم شریف کی کثافت بہ نسبت روح مطہرہ ہی کے خیال کی جائے۔ جسمی کثافت کو امتناع صعود علی السماء کے لیے دلیل ٹھہرانے سے ماننا پڑتا ہے کہ اور اجسام کی کثافت کی طرح صعود علی السماء کے مصادم ہو۔ پیر صاحب اُس گستاخی پر لکھتے ہیں کہ:

"یہ تو ثابت شدہ امر ہے کہ آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ زمین پر کبھی دیکھا نہیں گیا۔ اس لیے کہ وہ روح کی طرح لطیف تھا۔ جب آپ ﷺ کا بول اس شخص کے حق میں جس نے اندھیری رات میں اسے پانی کے خیال سے نوش کیا تھا عنبر اور مشک کی طرح موجب تعطر اور نورانیت ہو گیا تھا۔ پس کیا ہو گا حال ذات مبارک کا"۔ [6]

"شفاء" از قاضی عیاض اور "مالابد" از قاضی ثناء اللہ میں اس حوالے سے جو لکھا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"کسی نوع کی بے ادبی کا مرتکب بجناب نبوی ﷺ بلکہ کل انبیاء علیہم السلام کی نسبت خواہ مسلمان بھی کیوں نہ ہو، کافر واجب القتل ہے"۔ [7]

اور پھر حیرت انگیز گستاخی یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا ہم پلہ اور آنحضرت ﷺ کے کمالات کو اپنے کمالات تک محدود سمجھتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے"۔

فرض کریں کہ مرزا قادیانی کشفوں میں صاحب تجربہ ہے تو کیا اس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کی معراج، مرزا قادیانی کے کشفی عروج و سیر سے اعلیٰ درجہ پر نہ ہو؟ آپ ﷺ کی معراج کے نتائج میں سے نماز پنجگانہ کی فرضیت تو ابدالدہر ثابت ہوئی جبکہ مرزا قادیانی کے کشف یا خواب و خیال محمدی بیگم سے نکاح آسمانی کو لمحہ بھر کے لیے بھی ظہور میں نہیں لاسکا۔ کیا ایسے مبالغہ لیانہ معارج، عروج نبوی ﷺ سے نسبت رکھتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات کا احاطہ ممکن نہیں اسی طرح اس کی صفات کو بھی کسی ضابطہ میں مقید نہیں کیا جاسکتا۔ واقعات جو کثرت سے پیش آتے ہیں اُن کو قانون قدرت بنالینا عقلمندی ہے اور نہ استقراء ناقص و چند جزئیات کے دیکھ لینے سے کوئی قانون بنتا ہے۔ وما اوتینم من العلم الا قليلا (بنی اسرائیل: 85) کے تحت انسان علم الہی کا پورا پورا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ ضروری نہیں کہ عالم اسباب میں کسی چیز کے متعلق جو طریقہ پایا جاتا ہے وہ اسی طرح ہی رہے گا، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ بعض چیزوں کو ظاہری و باطنی اسباب کے بغیر بھی بنانے پر قادر ہے۔ ہاں مگر اس عالم اسباب میں سبب کے ذریعہ پیدا کرنا کثیر الوقوع ضرور ہے۔ مگر قلیل الوقوع چیزوں کا پیدا ہونا قانون قدرت سے باہر نہیں۔

لہذا مرزا قادیانی کا یہ کہہ کر کہ رفع آسمانی و معراج جسمانی سے انکار کرنا کہ یہ عادت اللہ کے خلاف ہے اور آیت: ولن تجد لسنة الله تحویلا (فاطر: 43) بھی یہی بتاتی ہے کہ قانون قدرت میں کبھی تبدیلی نہیں ہو سکتی، درج ذیل دلائل کی بنیاد پر باطل ہے:

[6] Pīr Mehr 'Alī Shāh, Saif-e-Chishtiyāi, 53.

[7] (i) Qāzī 'Ayāz, Al-Shifā', (Multān: Fārūqī Kutub Khāna, S.N), 2:187.

(ii) Qāzī Thanā'ullah, Mā Lā Budda Minhu (Persian)(Multān: Maktaba Shirkat 'Ilmiyyah, S.N), 135.

1- اللہ تعالیٰ ظاہری اور خفیہ اسباب کے بھی پیدا کرنے پر قادر ہے۔ جیسا کہ اُس کا فرمان ہے اِنَّا اَمَرَهُ اِذَا ارَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (طہین: 82)۔ لہذا اللہ تعالیٰ کے افعال کو اسباب ظاہرہ یا خفیہ قلیل الوقوع میں منحصر نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کا بغیر ماں باپ کے پیدا کرنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا کرنے میں کون سا ظاہری سبب تھا۔ عیسیٰ بن مریم کو بغیر باپ پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کے خلاف نہیں ہے تو اُن کا آسمانی رفع بجسد العضریٰ کیونکر قانون قدرت کے خلاف ہو سکتا ہے؟ لیکن مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ کی پیدائش بغیر باپ کے نہیں مانتا بلکہ حضرت مریم پر تہمت گناہ لگاتا ہے کہ:

" وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمیشروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ کہ قابل اعتراض۔ (حاشیہ میں لکھا ہے کہ) یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد ہی چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا، یعقوب شمعون، یوزس اور دو بہنوں کے نام یہ تھے۔ آسیا، لیدیا یا لیڈیا"۔^[8]

2- آیت: ”وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَحْوِيلًا“ کا مطلب یہ ہے کہ اُس کے مقرر کردہ نظام کو کوئی دوسرا تبدیل نہیں کر سکتا۔ یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ وہ خود بھی تبدیل نہیں کر سکتا۔ ایک اور آیت میں فرمایا: ”لَا مَبْدَلَ لِكَلِمَاتِهِ“ یعنی کوئی دوسرا شخص نہیں بدل سکتا۔ لیکن اس سے یہ لازم بالکل نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ خود بھی تبدیل نہیں کر سکتا۔

3- رفع آسانی بلحاظ انسانی طاقت تو مستبعد ہو سکتا ہے لیکن باعتبار قوت باری تعالیٰ بعید نہیں ہے۔ رفع مسیح ابن مریم اور جسمانی معراج النبی ﷺ بذریعہ جبرائیل ہوا ہے نہ کہ وہ اپنی مرضی اور طاقت سے آسمان پر گئے۔ اللہ تعالیٰ کا کسی بشر کو مرفوع آسمانی بجسد العضریٰ کرنا استحالہ کی بات نہیں۔ پس کسی بشر کا آسمان پر جانا محال نہ ہوا۔

4- بلقیس کا تخت آصف کی قوت علمیہ سے بعید مسافت کے باوجود پلک چھپکنے میں حاضر ہو سکتا ہے اور ہوائی جہازوں کا کئی ٹن وزن اٹھا کر عقل انسانی کے زور سے طبقہ زمہریہ سے اوپر جاسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا عیسیٰ ابن مریم اور آپ ﷺ کو جسمانی طور پر اپنی قدرت کاملہ سے آسمان پر رفع فرمانا کیونکر محال اور بعید از عقل ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کا معراج جسمانی بھی قانون قدرت یا خلاف عقل نہیں ہے۔ متفقہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ آسمانوں پر بذریعہ براق (جو ایک قسم کا فرشتہ ہی تھا) تشریف لے گئے، تو استحالہ یا استبعاد عقلی کیسے ہو

[⁸]- Qadiani, Kashti Nuh, Ruhani Khaza'in, 19:38.

سکتا ہے۔ بصورت دیگر فرشتوں کے عروج و نزول کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ یا یہ کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر خود اڑ کر آسمانوں پر گئے جو کہ عقلاً محال ہے۔ عقیدہ معراج جسمانی، عقل یا نقل کے خلاف ہے اور نہ رفع آسمانی کا استحالة ثابت ہو سکتا ہے۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں کہ:

"لم يثبت من دليل عقلي ولا شرعي استحالة رفع الجسم على السماء".

"اب تک کسی جسم کا آسمان پر اٹھایا جانا عقلاً یا نقلاً محال ثابت نہیں ہوا۔"

احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں فلسفیانہ خیالات سے استدلال کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت پر کامل ایمان رکھنے والا شخص ایسے استبعاداتِ عادیہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے قریش کے سوال تصدقہ علی ذالک کے جواب میں فرمایا تھا کہ "انی اصدقہ علی ابعث من ذالک" لیکن مرزا قادیانی اور اس کی جماعت اپنے آپ کو حقیقی مسلمان بھی کہتے ہیں احادیث صحیحہ کو اس قسم کے فلسفی خیالات کہہ کر استبعاداتِ عادیہ کو محالاتِ عقلیہ سے شمار کرتے ہیں۔ کسی بشر کے رفع آسمانی کو زائد از زائد عاداتاً بعید تو کہا جاسکتا ہے لیکن محال عقلی نہیں کہا جاسکتا۔ قادیانی حضرات کرہ زہریر تک انسان کی رسائی عقلاً ناممکن سمجھتے ہوئے خرق کا بھی انکار کر دیتے ہیں۔ درج ذیل عقلی دلائل سے ثابت ہو گا کہ رفع آسمانی کے لیے قادیانی استدلال بالکل لغو ہے:

- ہوا کے سرد طبقہ کو زہریر کہا جاتا ہے۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے صورت ناریہ کے قائم رہنے کے باوجود بھی آگ کی حرارت زائل ہو سکتی ہے تو نبی کریم ﷺ کے لیے زہریر کی سردی اور کرہ نار کی حرارت بدرجہ اتم زائل ہو سکتی ہے۔ اس میں کوئی استحالة کی بات نہیں ہے۔

- جیسا کہ آگ کے شعلوں سے کوئی تیزی سے اپنا ہاتھ گزارے تو مطلقاً آگ کی حرارت کا اثر نہیں ہوتا تو آپ ﷺ کی سواری براق کی رفتار جس کا منتہاء نظر پر قدم اٹھاتا تھا، طبقہ زہریر اور کرہ نار سے اُس کے گزرنے کو کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔

- طبقہ زہریر یہ تک پہنچنا تو بجائے خود رہا، آج تو متمدن قومیں فلک قمر تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہیں۔
- صحابہ، تابعین، ائمہ سلف صالحین وغیرہ میں سے کسی کا بھی قول نہیں ہے جس نے فلسفیانہ خیالات کی بنیاد پر کسی بشر کے رفع آسمانی یا معراج جسمانی کا انکار کیا ہو یا ان میں سے کوئی ایک بھی معراج کشفی کا قائل ہو۔
- واقعہ معراج، بمطابق مرزا قادیانی اگر کشف پر محمول ہے تو اہل مکہ کا جھگڑنا چہ معنی دارد؟

معراج جسمانی پر مرزا قادیانی کے قرآنی استدلال کا تنقیدی جائزہ:

1- مرزا قادیانی نے آیت "أَوْ تَرَفَى فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِوَقْتِكَ حَتَّى تُنْزِلَ عَلَيْنَا كِتَابًا تُفَرِّدُ بِهِ قُلُوبَنَا نَقَرُّهُ قُلُوبُ سُبْحَانَ رَبِّيَ بَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا" [9] کو امتناع صعود علی السماء کے لیے دلیل بناتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"یعنی کفار کہتے ہیں کہ تو آسمان پر چڑھ کر ہمیں دکھلا تب ہم ایمان لے آویں گے۔ ان کو کہہ دے کہ میرا خدا اس سے پاک تر ہے کہ اس دارالابتلاء میں ایسے کھلے کھلے نشانات دکھلاوے اور میں بجز اس کے اور کوئی نہیں ہوں کہ ایک آدمی۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار نے آنحضرت ﷺ سے آسمان پر چڑھنے کا نشان مانگا تھا اور انہیں صاف جواب ملا کہ یہ عادات اللہ نہیں کہ کسی جسم خاکی کو آسمان پر لے

[9] Banī Isrā'īl, 17:93.

جاوے۔ اب اگر جسم خاکی کے ساتھ ابن مریم کا آسمان پر جانا صحیح مانا جائے تو یہ جواب مذکورہ بالا سخت اعتراض کے لائق ٹھہر جائے گا۔ اور کلام الہی میں تناقض اور اختلاف لازم آئے گا۔ لہذا قطعی اور یقینی امر یہی ہے کہ حضرت مسیح مجتہد العسفری آسمان پر نہیں گئے۔ بلکہ موت کے بعد آسمان پر گئے ہیں۔^[10]

مرزا قادیانی کی اس لاف زنی کی تردید آیت کے سیاق و سباق کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے :

سورۃ بنی اسرائیل کی انہیں آیات (90-92) سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی بشر مقدس کا رفع آسمانی محال نہیں ہے کیونکہ اُس وقت کے موجودہ کفار نے آنحضرت ﷺ سے اُن امور کا مطالبہ کیا تھا جن کا واقع ہونا انبیاء سابقہ کی نسبت اُن کے مسلمات میں سے تھے اور انہیں امور کو مجملہ دعویٰ نبوت کے دلائل خیال کرتے تھے۔ وہ یہ تھے کہ:

- لَنْ تُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجَرَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَبْنُوْعًا (بنی اسرائیل 17 : 90) (ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تو زمین پھاڑ کر (حضرت موسیٰ کی طرح) ہمارے لیے پانی کا چشمہ نہ نکالے)
- أَوْ تَكُوْنُ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّجِيلٍ وَعَنْبٌ فَتَنْفَجِرَ الْأَنْهَارُ خَلْلَهَا تَفْجِيرًا (بنی اسرائیل 17 : 91) یا تیرے لیے (ابراہیم کی طرح جس پر کہ آتش نمرود باغ ہو گئی) ایک باغ ہو کھجور اور انگور کا جس کے بیج تو نہریں نکالے)
- أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا رَزَعْتَ عَلَيْنَا كَيْسَفًا (بنی اسرائیل 17 : 92) (یا تو ہم پر آسمان کے ٹکڑے حسب مرسوم اپنے کے گرائے (جیسے کہ بنی اسرائیل پر کوہ طور اٹھایا گیا تھا)
- أَوْ تَأْتِي بِاللّٰهِ وَالْعَلِيَّةِ قَبِيْلًا (بنی اسرائیل 17 : 92) یا تو خدا اور اس کے فرشتوں کو ہمارے سامنے لائے (جیسا کہ حضرت موسیٰ سے بھی یہی سوال کیا گیا)۔

- أَوْ يَكُوْنُ لَكَ يَنْتٌ مِّنْ رُّخْفٍ يَاتِيْرَ لِيْهِ كُوْنِيْ سَهْرًا غَرَّ هُو (چنانچہ ادريس کے لیے بہشت میں ہوا)
- أَوْ تَرْفِي فِي السَّمَاءِ يَاتُوْا آسْمَانٍ (حضرت مسیح کی طرح) چڑھ جاوے۔
- وَلَنْ تُؤْمِنَ لِرَفِيْقِكَ حَتَّى تَنْزِلَ عَلَيْنَا كِنْبًا نَّقْرُوْهُ (بنی اسرائیل 17 : 93) اور ہم تیرے آسمان پر چڑھنے کو ہرگز نہ مانیں گے یہاں تک کہ تو آسمانوں سے کوئی ایسی کتاب اتار لا دے جس کو ہم (الواح موسیٰ کی طرح) پڑھ سکیں۔

ولن تؤمن لرقيقك کے معنی فتح البیان میں ہیں اے لاجل رفیق^[11] لفظ "لَرَفِيْقِكَ" میں لام تعلیلیہ ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کو کفار نے کہا کہ ہم آپ پر ایمان اُس وقت لائیں گے جب تک تو آسمان پر نہ چڑھ جائے۔ اب کفار کو یہ بھی یقین تھا کہ یہ آسمان پر چڑھ جائے گا تو انہوں نے مزید شرائط لگائیں کہ تو آسمان سے الواح موسیٰ کی طرح ہمارے لیے کتاب اتار لائے کہ جسے ہم پڑھ سکیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے کفار کے مطالبات پر فرمایا کہ اے محمد ﷺ! ان سے فرما دیجئے کہ:

سُبْحَانَ رَبِّيْ (میرا پروردگار ہر عجز سے پاک ہے)۔ یعنی وہ ان سب امور بالا کے لانے پر قادر ہے۔ بَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلُكُمْ اُس کا بھیجا ہوا بندہ ہوں۔ اُس کی اجازت کے بغیر ان امور کے سوال کرنے کا مختار نہیں ہوں۔

^[10] Qādiānī, Izālah Auhām, Ruḥānī Khazā'in, 3:438.

^[11] Al-Qanūjī, Muḥammad Siddiq, Faṭḥ al-Bayān fī Maqāsid al-Qur'ān (Berūt: Almaktaba al- 'Asriyah, 1992), 7:454.

آپ ﷺ کا کفار کو جواب سُبْحَانَ رَبِّي سے فرمانا واضح کرتا ہے کہ کفار کے مطلوبہ امورِ ممتنعات میں سے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اُن امور کے ایقان پر قادر ہے۔ قادیانی لوگ آیات مذکورہ کے مضمون کو اُلٹا کر امور مذکورہ کے امتناع پر دلیل ٹھہراتے ہیں۔ اگر مرزا قادیانی کے استدلال کو دیکھیں تو پھر تو چاہیے کہ کفار کے تمام مطالبات مذکورہ ممتنعات میں سے ہوں، اور یہ باطل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ (ہم کو آیاتِ بینات کے بھیجنے سے محمد ﷺ کی طرف کسی چیز نے نہیں روکا، بجز اس کے کہ پہلے انبیاء جو ایسے معجزات اور آیات کے ساتھ آئے ان کی تکذیب کی گئی)۔^[12]

2۔ جسمانی معراج کے منکرین کی طرف سے دوسرا استدلال آیت: وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ^[13] سے کیا جاتا ہے کہ معراج حالتِ خواب میں ہوئی نہ کہ حالتِ بیداری میں کیونکہ رؤیا کے لفظ کا اطلاق نیند پر کیا جاتا ہے۔ لہذا آپ ﷺ کو معراج جسمانی نہیں ہو بلکہ حالتِ خواب میں ہوا۔

بنیادی بات یہ ہے کہ معراج النبی ﷺ کے جسمانی یا روحانی ہونے کا اختلاف نقول پر مبنی ہے نہ کہ عقول پر، اور نہ ہی قادیانیوں کے فلسفیانہ استدلال پر۔ نیز اس اعتراض کا جواب مندرجہ ذیل آیت قرآنی، احادیثِ نبویہ، اقوالِ صحابہ اور ائمہ مفسرین و محدثین کی آراء، نقلی و عقلی دلائل کی روشنی میں پیش ہے:

جماہیر مسلمانوں کا عقیدہ معراج جسمانی کا ہے۔ تفسیر بیضاوی میں ہے کہ: "والاكثر على انه اسرى بجسده الى بيت المقدس ثم عرج به الى السموات حتى الى سدرة المنتهى"۔^[14] صاحب بیضاوی اس کی تائید میں استدلال کرتے ہیں کہ:

1۔ آیت: سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا^[15] میں اللہ تعالیٰ نے اسراء کے ذکر سے قبل لفظ "سبحان" سے شروع کیا ہے جو تعجب کے معنی کا فائدہ دیتا ہے جبکہ خواب میں سیر کرنا محل تعجب نہیں ہے۔

2۔ اسراء کے لفظ کا اطلاق بیداری میں رات کے وقت سیر کرانے پر ہوتا ہے، روحی یا نومی سیر پر نہیں بولا جاتا۔

3۔ لفظ "عبده" روح اور جسم دونوں پر بولا جاتا ہے۔ قرآن میں تنہا روح یا جسم پر نہیں بولا گیا، جس جگہ بھی آیا ہے روح اور جسم کا مجموعہ ہی مراد ہے۔

4۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ شب معراج کی صبح کو اہل مکہ نے بیت المقدس کے متعلق آپ ﷺ سے سوالات کئے گئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں ان کو سن کر گھبرا یا مگر اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا۔ جس سے میں قریش کے ہر ایک سوال کا صحیح جواب دیتا جاتا تھا^[16]۔ بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان مرتد بھی ہو گئے^[17]۔ لہذا اگر معراج جسمانی نہ ہوتی تو ایک مرتبہ خواب کے بارے میں اس قدر فتنہ، سوالات اور ارتداد کی ضرورت پیش نہ آتی۔

5۔ آیت میں فتنہ کا لفظ ہے اور فتنہ یا ابتلاء خواب کی وجہ سے نہیں ہوتا۔

^[12] Banī Isrā'īl, 17: 59.

^[13] Banī Isrā'īl, 17: 60.

^[14] Al-Bezāvi, 1:474.

^[15] Banī Isrā'īl, 17: 1.

^[16] Muslim Bin Ḥajjāj, Al-Jāmi', Bāb: Al-Asrā', 1:96.

^[17] (ii) Al-Bezāvi, 1:474. (i) Abū Sa'ūd, 5:155.

6- رویاء کا لفظ جس طرح خواب کے لئے آتا ہے آنکھوں سے دیکھنے پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس شعر میں آیا ہے:
فکبر للروایاء وبش فوادہ
بشر نفساً کان قبل لومها

7- ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ: "قال ابن عباسؓ ہی رویاء عین اریہا رسول اللہ ﷺ" [18]

8- معراج بحالت نوم کے بارے میں ایک دو روایات ہیں جبکہ بحالت یقظہ کے ثبوت میں احادیث صحیحہ مشہورہ بکثرت ہیں۔

9- بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں رویاء سے حدیبیہ کا خواب مراد ہے جو آپ نے مکہ میں داخلہ کے لئے دیکھا تھا۔

معراج النبی ﷺ کی کیفیت پر مرزا قادیانی کے استدلال کا تنقیدی جائزہ:

مرزا قادیانی نے آپ ﷺ کے معراج کی کیفیت یہ بیان کی کہ یہ معراج جسمانی طور پر نہیں تھی بلکہ روحانی طور پر تھی یعنی آپ ﷺ کو بذریعہ اعلیٰ درجہ کا کشف معراج ہوئی۔ مرزا قادیانی کا معراج جسمانی سے انکار اسی لیے ہے کہ حضرت مسیح ابن مریمؑ کا جسمانی رفع نہ ماننا پڑے۔ اگر یہ مان لے تو پھر اسی عیسیٰ ابن مریمؑ کا نزول ہو گا اور مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔ ذیل میں قرآن و حدیث کی روشنی میں مرزا قادیانی کے استدلال کا جائزہ لیا جائے گا اور معراج النبی ﷺ کی کیفیت پر بحث کی جائے گی کہ روحانی طور پر معراج ہوئی یا جسمانی طور پر یا دونوں طرح سے۔

آیت معراج: "سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا" [19] آنحضرت ﷺ کا معراج جسمی بحالت بیداری ثابت کرتی ہے۔ کیونکہ سُبْحَنَ کے لفظ کا اطلاق اُسی موقعہ پر ہوتا ہے جہاں کسی مستبعد اور محال عادی کا تذکرہ ہو۔ اب بحالت نوم آسمانوں اور زمینوں کی سیر کرنا کوئی امر مستبعد اور محال نہیں۔ نیند میں آسمانوں کی سیر کرنا ممتاز طور پر نبی کا خاصہ نہیں۔ "اسری کا استعمال نیند میں نہیں آتا"۔ [20]

اس آیت سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی اسراء مثل اور انبیاء کے کشفی اور روحی نہ تھی بلکہ جسمی اور بحالت بیداری ہوئی۔ البتہ بعض احادیث کے الفاظ مثل "بین النائم واليقظان" یا "وهو نائم" اور "واستيقظت" سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج بحالت منام ہوا ہے۔ لیکن اس کی نسبت قاضی عیاضؒ اور ابن حجر عسقلانیؒ کے حوالے سے پیر مہر علی شاہؒ فرماتے ہیں کہ:

"ان الفاظ میں کوئی حجت نہیں کیونکہ محتمل ہے کہ جبرائیل کے آنے کے وقت یا اسراء کے شروع میں آنحضرت ﷺ سوئے ہوئے ہوں۔ نیز ان احادیث سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ تمام اسراء میں سوئے رہے ہوں۔ ہاں ثم استيقظت کا لفظ دلالت کرتا ہے اسراء کے وقوع پر بحالت منام و نیند کے لیکن اس کے معنی صبح کرنے کے بھی ہیں یا محتمل ہے کہ اسراء کے بعد گھر میں سو گئے ہوں۔ اور محتمل ہے کہ یقظہ بمعنی ہوشیاری اور افاقہ کے ہو جو اہل اللہ کے بعد از استغراق حاصل ہوتا ہے۔ (انتہی ملخص)

¹⁸ Bukhārī, Al-Jāmi', Bāb: Al-Mi'rāj, 1:550.

¹⁹ Banī Isrā'īl, 17: 1.

²⁰ Qāzī 'Ayāz, Al-Shifā', 1:116.

قوله)۔ [21] اور انہیں الفاظ مذکورہ کی طرح اختلاف روایات کا بہ نسبت تعین مکان اسراء کے موجب تشکیک و اضطراب معلوم ہوتا ہے۔ مگر مرقاة اور لمعات میں وجہ جمع بین الروایات اس طرح بیان کی گئی ہے کہ:

قَالَ الطَّبَّيُّ، فَإِنْ قِيلَ: قَدْ رَوَى أَنَسٌ فِي حَدِيثِ الْمِعْرَاجِ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعَصَعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: - بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيمِ، أَوْ فِي الْحَجْرِ وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فُرِجَ عَنِّي سَقْفُ بَيْتِي؟ قُلْنَا: كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مِعْرَاجَانِ: أَحَدُهُمَا حَالِ الْيَقْظَةِ عَلَى مَا رَوَاهُ مَالِكٌ، وَالثَّانِي فِي النَّوْمِ، وَلَعَلَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَرَادَ بِبَيْتِي بَيْتَ أُمِّ هَانِئٍ إِذْ رَوَى أَيْضًا الْإِسْرَاءَ مِنْهُ، فَأَضَافَهُ إِلَى نَفْسِهِ تَارَةً لِأَنَّهُ سَاكِنُهُ، وَإِلَيْهَا أُخْرَى لِأَنَّهَا صَاحِبَتُهُ. وَقَالَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِينَ: الْجَمْعُ بَيْنَ الْأَقْوَالِ الْوَارِدَةِ فِي هَذِهِ الْمَوَاضِعِ أَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - نَامَ عِنْدَ بَيْتِ أُمِّ هَانِئٍ، وَبَيْنَتْهَا عِنْدَ شُعْبِ أَبِي طَالِبٍ، فَفُرِجَ سَقْفُ بَيْتِهَا، وَأَضَافَ الْبَيْتَ إِلَى نَفْسِهِ لِكَوْنِهِ يَسْكُنُهُ، فَزَلَّ فِيهِ الْمَلَكُ، فَأَخْرَجَهُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَكَانَ مُضْطَجِعًا وَبِهِ أَثَرُ النَّعَاسِ، ثُمَّ أَخْرَجَهُ مِنَ الْحَطِيمِ إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَأَرْكَبَهُ الْبُرَاقَ ثُمَّ قَوْلُهُ: (وَأَنَا بِمَكَّةَ): جُمْلَةُ حَالِيَّةٍ لِلإِسْعَارِ بِأَنَّ الْقَضِيَّةَ مَكِّيَّةٌ لَا مَدَنِيَّةٌ [22]

"آں حضرت ﷺ شب اسراء میں ام ہانی کے گھر سوئے ہوئے تھے۔ اور ام ہانی کا گھر ابی طالب کے کوچہ میں تھا۔ پھر اس کے گھر کی چھت کھل گئی اور آں حضرت ﷺ نے یہ سب اس کے کہ اس میں رہا کرتے تھے اس کو اپنا گھر کہا۔ اور اسی سے فرشتہ اتر اور آں حضرت ﷺ کو اس گھر سے نکال کر مسجد کعبہ کی طرف لے گیا۔ درحالیکہ آنحضرت ﷺ ام ہانی کے گھر آرام فرما رہے تھے اور نیند کا اثر باقی تھا۔ پھر حطیم سے باب مسجد میں لا کر آنحضرت ﷺ کو براق پر سوار کرایا۔ اور مکہ میں ہونا اس غرض سے بیان فرمایا کہ یہ واقعہ مکہ میں ہوا نہ کہ مدینہ میں۔"

پیر مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں ان سب وجوہ تطبیق مذکور وغیرہا سے اطمینان بخش وہ وجہ ہے جس کو رئیس المکاشفین محی الدین بن عربی قدس سرہ نے فتوحا کے باب 367 میں لکھا ہے کہ:

"ولو كان الاسراء بروحه وتكون رويارها كما يرى النائم في نومه ما انكره احدولا نازعه احد وانما انكروا عليه كونه اعلمهم ان الاسراء كان بجسمه في هذه المواطن كلها وله ﷺ اربعة وثلاثون مرة الذي اسرى به منها اسراء واحد بجسمه والباقي بروحه رويارها وبهذا زاد على الجماعة رسول الله ﷺ باسراء الجسم واختراق السموات والافلاك حساً وقطع مسافات حقيقية محسوسة وذاك كله لورثته معنى لاحسامن السموات فما فوقها"۔ [23]

یعنی "بر تقدیر معراج روحی کے انکار اس کا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ہاں معراج جسمی کو بعید از عقل جان کر انکار کیا گیا۔ آں حضرت ﷺ کے لیے چونیتس معراج ہوئے جن میں سے ایک جسمی تھا اور باقی روحی عالم خواب میں تھے۔ یعنی معراج جسمی کی وجہ سے آں حضرت ﷺ کو باقی اہل اللہ پر فوقیت اور زیادت ہے۔"

[21] Pīr Mehr 'Alī Shāh, Saif-e-Chishtiyāi, 53.

[22] Mullā 'Alī Qārī, Mīrquāt al-Mafātīḥ (Berūt: Dār-al-Fikr, 2002), 9:3768.

(ii) Ash'at al-Lam'at (Lakhnow: Matba' Nūr al-Kishwar, S.N), 4:558

[23] Ibn-e-'Arbī, Fatūḥāt Makkiyah, 6:90.

مگر مرزا قادیانی ہرگز اس فضیلت اور زیادت کو گوارا نہیں کر سکتا۔ اس مسئلہ میں تو اہل مکاشفہ کے اقوال کو بھی نظر انداز کیا جا رہا ہے مع آنکہ جلد اول ازالہ میں اہل کشف خصوصاً شیخ کی نسبت لکھا ہے کہ "ان کا قول علمائے ظاہر کے اقوال پر رائج ہوتا ہے"۔ پیر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:

"الفاظ مذکورہ روایات مختلفہ میں تطبیق حاصل ہے اور یہی تقدیر احوال شریفہ آنحضرت ﷺ سے مناسب ہے۔ گویا روایت منامی مقدمہ اور تمہید ٹھہری معراج جسمی کے لیے۔ چنانچہ اکثر واقع شریفہ میں ایسا ہی ہوا کرتا تھا۔ پہلے آپ کو بحالت خواب امور غیبیہ دکھائی دیتے تھے بعد ازاں مطابق خواب ظہور میں آتے تھے"۔^[24]

احادیث معراج النبی ﷺ پر مرزا قادیانی کے اعتراضات کا علمی جائزہ:

مرزا قادیانی نے جسمانی معراج النبی ﷺ کے انکار کی بابت تعدد معراج پر بھی اعتراضات کیے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"احادیث سے ثابت ہے کہ انبیاء کے لیے خاص خاص مقامات آسمانوں میں مقرر ہیں جن سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ چنانچہ گریہ اور بکاء موسیٰ علیہ السلام کا بروقت جانے آنحضرت ﷺ کے ساتویں آسمان سے آگے اسی پر دال ہے۔ کیونکہ اگر حضرت موسیٰ کے اختیار میں تھا کہ کبھی پانچویں آسمان پر آجاتے اور کبھی چھٹے پر اور کبھی ساتویں پر تو یہ گریہ و بکا کیسا تھا۔ جیسے پانچویں یا چھٹے سے ساتویں پر چلے گئے ایسا ہی آگے بھی جاسکتے تھے؟ دفعہ اول پچاس نمازیں مقرر کی گئیں اور پھر پانچ رہیں۔ جس پر بے جا اور لغو طور پر منسوخت ماننی پڑتی ہے۔ حدیث جو بخاری کے صفحہ 112 میں ہے خود اپنے اندر تعارض رکھتی ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو یہ لکھ دیا کہ بعثت کے پہلے یہ معراج ہوئی تھی۔ اور پھر اسی حدیث میں یہ بھی لکھا ہے کہ نمازیں پچاس مقرر کر کے پھر آخر کار ہمیشہ کے لیے پانچ مقرر ہوئیں۔ اب ظاہر ہے کہ جس حالت میں یہ معراج نبوت سے پہلے تھی تو اس کو نمازوں کی فرضیت سے کیا تعلق تھا اور قبل از وحی جبرائیلؑ کیونکر نازل ہو گیا۔ اور جو احکام رسالت سے متعلق تھے وہ قبل از رسالت کیونکر صادر کیے گئے"۔^[25]

درج ذیل دلائل کی روشنی میں مرزا قادیانی کے اعتراضات کے جوابات دیے جاتے ہیں:

1۔ حضرت موسیٰؑ اس لیے نہیں رو رہے تھے کہ وہ ساتویں آسمان سے آگے مرفوع نہیں ہوئے بلکہ اُن کا بکاء کرنا فقہان کمال اور عموم دعوت کے سبب تھا جو کہ انہوں نے اپنے میں نہ پایا اور آپ ﷺ میں یہ کمال دیکھا۔ بخاری باب المعراج میں مالک بن صعصعہ سے روایت ہے کہ:

فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَنِي، قِيلَ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: أَبْكِي لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ

أَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي^[26]

^[24] Pīr Mehr 'Alī Shāh, Saif-e-Chishtiyāi, 55.

^[25] Pīr Mehr 'Alī Shāh, Saif-e-Chishtiyāi, 59.

^[26] Bukhārī, Al-Jāmi', Hadith No. 3887.

"جب آنحضرت ﷺ آگے بڑھے تو حضرت موسیٰؑ رونے لگے۔ رونے کی علت جب ان سے دریافت کی گئی تو کہا: میرا رونا اس لیے ہے کہ یہ نوجوان جو میرے بعد مبعوث ہوا اس کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوگی۔"

یعنی موسیٰؑ اپنی امت پر رحمت کی وجہ سے رورہے تھے نہ یہ کہ وہ ساتویں آسمان سے آگے نہیں بڑھ سکے۔ اس حوالے سے براء بن عازب سے ایک طویل روایت جس کا ایک حصہ یہ ہے کہ:

"فَيُشَيِّعُهُ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ مَقْرِبُوهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي يُلَبِّهَا، حَتَّى يُنْتَهَى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ.

فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: اَكْتُبُوا كِتَابَ عَبْدِي فِي عِلِّيِّينَ، وَأَعِيدُوهُ إِلَى الْأَرْضِ"۔^[27]

"کل نفوس کاملہ آسمان ہفتم تک رفع ہونے کے بعد اپنے اپنے ابدان میں بہ امر الہی لوٹائے جاتے ہیں۔"

شب معراج انبیاء علیہم السلام جہاں جہاں دکھائی دیے ان کے لیے اُن مقاماتِ سماویہ کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ اظہارِ تفاضل اور اُن وجہ اختصاص کے لیے تھا جن کو علامہ زر قانی نے شرح مواہب میں تفصیل سے لکھا ہے۔^[28] انبیاء علیہم السلام کا آسمانوں میں الگ الگ دکھائی دینا تعین مقام کے لیے نہیں جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ ارواح کامل کے عروج، مقامات مذکورہ تک ہی محدود نہیں۔ اس پر دلیل حدیث ذیل ہے جس کو احمد بن حنبلؒ، مسلمؒ اور نسائیؒ نے اپنی کتب میں درج کیا ہے:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَتَيْتُ - وَفِي رِوَايَةٍ هَذَا: مَرَّزْتُ عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِي بِعِنْدِ الْكَتِيبِ الْأَحْمَرِ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ"۔^[29]

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شب اسری میں میری گزر اس سرخ ٹیلے کے پاس سے ہوئی جہاں حضرت

موسیٰؑ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔"

پھر بیت المقدس میں آنحضرت ﷺ نے اُسی وقت تمام انبیاء علیہم السلام کو نماز کی امامت کروائی اور پھر ان کو جہاں جہاں آسمانوں میں دیکھا۔ چنانچہ مواہب لدنیہ میں ہے کہ:

"ان حضرات کا جدا جدا آسمانوں میں دکھائی دینا دراصل ان کے واردات خاصہ کی طرف اشارہ ہے جو ان کو

اپنی اپنی قوم سے پیش آئے اور اسی کی مثل آنحضرت ﷺ کو بھی درپیش آنے والے تھے"۔^[30]

2۔ اب رہا یہ امر کہ آپ ﷺ نے اُن انبیاء علیہم السلام کو کل موطن میں کس صورت میں دیکھا، روحانی یا جسمانی۔ تو اس کے لیے درج ذیل قول ہیں:

^[27] (i) Al-Munzarī, 'Abd al-'Azīm, Al-Tarhib wa al-Tarhib Min al-Hadīth (Berūt: Dār al-Kutub al-Ilmiyah, 1417 A.H), Hadith No.5376.

(ii) Al-Tabrezī, Muḥammad Bin 'Abdullah al-Khatib, Mishkāṭ al-Masābiḥ (Berūt: Dār al-kutub al-Islāmī, 1985), Hadith No. 1630.

^[28] Al-Zuqānī, Mawāhib al-Ladunya, 3:68.

^[29] Muslim Bin Ḥajjāj, Al-Jāmi', Hadith No. 2375.

^[30] Al-Zuqānī, Mawāhib al-Ladunya, 3:65.

امام قرطبی کے نزدیک "وہ اپنے اپنے اجساد کے ساتھ نظر آئے" [31] جبکہ اشعة المعات میں "دونوں طرح دکھائی دینے کو محتمل لکھا ہے"۔ [32] وہ اس طرح کہ ان کی روحیں بصورتِ اجساد متمثل ہو گئی ہوں۔ مگر عیسیٰ کا معاملہ اور ہے کیونکہ کہ ان کا اپنے جسم کے ساتھ مرفوع ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے۔

3۔ فتح الباری میں ابن حجرؒ کے مطابق یہ ہے کہ تعددِ فریضتِ صلوٰۃ بحالتِ خواب بطریقِ توطیہ کوئی مستبعد امر نہیں ہے۔ البتہ بحالتِ بیداری غیر مناسب سمجھا جاتا ہے۔ [33]

3۔ تعددِ صلوٰۃ کے حوالے سے حدیثِ ذیل سے مرزا قادیانی کی حدیثِ دانی واضح ہو جاتی ہے:

"لَيْلَةُ أُسْرِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكُعْبَةِ، أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَقَالَ أَوَّلُهُمْ: أَيُّهُمْ هُوَ؟ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ: هُوَ خَيْرُهُمْ، فَقَالَ آخِرُهُمْ: خُذُوا خَيْرَهُمْ، فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةُ، فَلَمْ يَزِهِمْ حَتَّى أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرَى"۔ [34]

حدیث کے اس حصہ تک شریک بن عبد اللہ کا مطلب یہ ہے کہ:

"انس رضی اللہ عنہ شبِ اسراء کا واقعہ بیان کرتے وقت کہتے ہیں کہ قبل از وحی پہلے ایک رات فقط تین فرشتے آئے اور آنحضرت ﷺ اس وقت مسجدِ حرام میں سوئے ہوئے تھے اور وہ آپس میں باتیں کر کے چلے گئے اور آپ ﷺ نے ان کو نہ دیکھا۔ (بس یہاں تک تو شبِ اسراء کے پہلے کا ذکر بطریق تمہید تھا۔ اب شبِ اسراء کا ذکر شروع ہوتا ہے) حَتَّى أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرَى، فِيمَا بَرَى قَلْبُهُ، وَتَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ، الْخ۔ یعنی ان ملائکہ کو آپ ﷺ نے نہ دیکھا یہاں تک کہ وہ کسی اور رات میں پھر آئے، یعنی شبِ اسراء میں اور آسمانوں پر لے گئے اور پانچ نمازیں مقرر ہوئیں۔" اس حدیث سے صراحتاً واضح ہو گیا کہ مرزا قادیانی اپنی کم فہمی پر ماتم کرنے کی بجائے حدیثِ بخاری پر حملہ کیا اور نبی کریم ﷺ کے ایک کمال جداگانہ اور مخصوص پر یہ کہتے ہوئے گستاخی کی کہ:

"کیونکہ ایک طرف تو یہ لکھ دیا کہ بعثت کے پہلے یہ معراج ہوئی تھی۔ اور پھر اسی حدیث میں یہ بھی لکھا ہے کہ نمازیں پچاس مقرر کر کے پھر آخر کار ہمیشہ کے لیے پانچ مقرر ہوئیں۔"

مرزا قادیانی نے ایسی لغو تعبیرات اور احادیث کی نسبت اضطراب پیدا کر کے مسلمانوں میں بے اعتباری پیدا کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ اس کا مدعی ثابت ہو سکے۔ واقعہ معراج اور اُس کی کیفیت کے متعلق مختلف اقوال ہیں: صرف حسن بصریؒ کے مطابق معراج بحالتِ منام ہوئی جبکہ باقی تمام اُمت کے نزدیک بحالتِ بیداری ہوئی۔ اب بحالتِ بیداری میں مزید اختلاف ہے۔ آیا کہ نبی کریم ﷺ کی مطہر روح آسمانوں پر گئی یا اور جسمِ مبارک خواب گاہ میں بغیر روح کے موجود رہا، یا جسم اور روح دونوں کے ساتھ معراج ہوئی۔ اس حوالہ سے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ، حضرت حذیفہؓ اور حضرت معاویہؓ کا خیال ہے کہ آپ ﷺ کا جسم مبارک بغیر روح کے خواب گاہ میں رہا اور روح مقدس مکہ سے بیت المقدس اور پھر آسمانوں کی سیر کے لیے مرفوع ہوئی۔ جبکہ دیگر

[31] Qurtabī, Al-jāmi' Li ahkām al-Qur'an (Tehrān: Intishārāt Nāsir khisrū, S.N), 9:207.

[32] 'Ash'at al-Lam'at, 4:562.

[33] Ibn Hajar, Fath al-Bārī, 7:249.

[34] Bukhārī, Al-jāmi', Hadith No. 7517.

تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ جسم مع الروح معراج کے لیے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ جبکہ صرف اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کی ذیل روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی روح مبارک بیداری کی حالت میں جسم کا تعلق چھوڑ کر مرفوع الی السماء ہوئی:

" رواہ محمد بن إسحاق قال : حَدَّثَنِي بَعْضُ آلِ أَبِي بَكْرٍ ، أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ : (مَا فَقَدَ جَسَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَلَكِنَّ اللَّهَ أَسْرَى بِرُوحِهِ) "۔^[35]

اس اثر کو الشیخ علوی السقاف نے ضعیف کہا ہے کیونکہ اس کی اسناد میں انقطاع ہے۔^[36]

شیخ البانی نے اس اثر کو ضعیف کہا ہے۔^[37]

شیخ محمد رشید رضا نے کہا ہے کہ: " قد تجد حدیثین عن عائشة ومعوية ، يُفهمان أن الإسراء لم يكن بجسده الشريف ، وهما حدیثان ليسا مما يحتج بمثلهما أهل العلم بالحديث ، ليس لهما إسناد صحيح "۔³⁸

الصالحی کہتے ہیں کہ اس اثر کی سند میں انقطاع ہے اور راوی مجہول ہے۔^[39]

حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ " وإنكار عائشة الإسراء بجسده : لا يصح عنها ، ولا يثبت قولها ، لأن عائشة لم تكن وقت الإسراء معه ، وإنما ضمها بعد ذلك بسنين كثيرة بالمدينة "۔^[40]
"فعن عائشة أنها قالت ما فقد جسد رسول الله ﷺ لكن عرج بروحه وعن معاوية انه قال انما عرج بروحه "۔^[41]

دوسری بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے مطابق اگر معراج مکاشفہ یا نیند کی حالت میں ہوتی تو روایات میں یہ نہ ہوتا کہ آپ ﷺ کا جسم موجود تھا اور روح مرفوع ہوئی۔ لہذا ثابت ہوا کہ معراج روحانی بھی بحالت نیند یا مکاشفہ نہیں تھی بلکہ صرف روح کے صعود آسمانی کو روحانی معراج کہا گیا۔ چنانچہ علامہ ابوالسعود نے درج کیا ہے کہ: "واختلف ايضاً انه في اليقظة اوفي المنام فعن الحسن انه كان في المنام واكثر الا قايلا بخلافه والحق انه كان في المنام قبل البعثة وفي اليقظة بعدها"۔^[42]
اور قاضی بیضاوی نے بھی وضاحت فرمادی کہ: "اختلف في انه كان في المنام اوفي اليقظة بروحه او بجسده والا كثر على انه اسرى بجسده"۔^[43]

³⁵ - Ibn Hashām, Al-Sīrat Al-Nabviyyah, 2:46.

³⁶ - Takhrij Aḥādith al-Zalāl, 229.

³⁷ - Taḥqīq Sharah al-Taḥāviyah, 246.

³⁸ - Mujalt al-Minār, 14:49.

³⁹ - Subul al-Hudā wa al-Rishād, 3:101.

⁴⁰ - Al-'Ajūbat al-Mastū 'abat 'An al-Masā'ul al-Mustaghribah, 134.

⁴¹ - Abū Sa'ūd, 5: 155.

⁴² - Abū Sa'ūd, 5: 155.

⁴³ - Al-Bezāvi, 1: 474.

یہاں روحانی کا مقابلہ جسمانی سے کیا گیا ہے۔ لہذا مرزا قادیانی کا معراج النبی ﷺ کو از قبیل مکاشفات بتا کر حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ کے درج بالا اقوال سے استدلال کرنا بالکل غلط اور باطل ہوا۔ اُمت مسلمہ میں کوئی بھی معراج کشفی کا قائل نہیں ہے کیونکہ کشفی صورت میں روح اور جسم دونوں بحالت بیداری اپنی جگہ پر رہتے ہیں۔

کیفیتِ معراج کی نسبت مختلف روایات کی اصولِ تعارض و ترجیح کے تحت تطبیق:

ائمہ محدثین نے کیفیتِ معراج کی نسبت مختلف روایات کے درمیان اصولِ تعارض و ترجیح کے تطبیق فرمادی ہیں۔ لیکن منکرینِ معراج جسمانی مختلف قسم کے اعتراضات کر کے معراج النبی ﷺ کے متعلق متفقہ عقیدہ میں تشکیک پیدا کرتے ہیں۔ ذیل میں معراج النبی ﷺ کے متعلق روایات میں اختلاف اور تطبیقات پیش کیے جاتے ہیں:

اختلافات

- ایک روایت میں بین النوم والیقظہ اور دوسری روایت میں ہونائم فاستیقظ ہے جبکہ شریک بن عبد اللہ کی روایت میں معراج کا تمام قصہ بیان کرنے کے بعد ثم استیقظت کا لفظ آیا ہے۔
- معراج کی ابتداء ایک روایت میں بیت ام ہانی سے، دوسری میں بیت رسول اللہ ﷺ سے، تیسری میں حرم مکہ سے ہوئی جبکہ قرآن مجید میں من المسجد الحرام ہے۔
- ایک روایت میں معراج بعثت کے بعد ہوئی جبکہ دوسری روایت میں بعثت سے پہلے ہوئی۔ اسی روایت سے مرزا قادیانی نے استدلال کیا ہے کہ معراج بعثت کے بعد نہیں ہوئی اور چونکہ قبل النبوت معراج کا ہونا بدیہی البطلان ہے۔ اس لئے معراج کا واقعہ غلط ہے۔
- معراج النبی کی کیفیت بحالت منام بھی مذکور ہے اور بحالت یقظہ بھی۔ یعنی اختلاف یہ ہے کہ آیا معراج نیند کی حالت میں ہوئی یا بحالت بیداری میں۔
- روایات میں انبیاء علیہم السلام کے آسمانوں پر منازل مختلف طور پر مذکور ہیں۔

تطبیقات

- روایات میں اس قسم کے تعارض کے سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ہے کہ روایات و اخبار میں جب تک تطبیق یا ترجیح کا امکان موجود ہو، صرف تعارض کی وجہ سے روایات غیر معتبر نہیں ہوتیں۔ پہلے تطبیق اور پھر ترجیح کے وجوہ تلاش کیے جاتے ہیں۔ البتہ جب یہ صورتیں نہ پائی جائیں تو روایات غیر معتبر ہو جاتی ہیں۔ واضح ہو کہ روایاتِ معراج میں ائمہ کے اقوال کی روشنی میں تطبیق ممکن ہے۔ ذیل میں تعارض و اختلافات کا جائزہ ائمہ کے دلائل قویہ سے پیش ہے:
- جس روایت میں بین النوم والیقظہ کے الفاظ ہیں اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت جبرائیلؑ کی آمد کے وقت حضور ﷺ خواب میں تھے۔ مگر نیند کا غلبہ اچھی طرح نہیں ہوا تھا اور بعد میں بیدار ہو گئے، یا جب ام ہانی کے گھر سے چلے، نیند کا اثر باقی تھا اور حرم مکہ میں پہنچ کر ہوشیار ہو گئے۔
- صرف شریک بن عبد اللہ کی روایت میں ثم استیقظت کے الفاظ آئے ہیں، یہ الفاظ کسی اور روایت میں نہیں آئے۔ واضح ہو کہ معراج کی حدیث بخاری میں متعدد طرق سے آئی ہے۔ اصول حدیث کی روشنی میں اگر ایک راوی کی روایت دوسرے ثقہ راویوں کے مخالفت میں آجائے تو وہ شاذ ہو کر صحت کے درجہ پر نہیں رہتی۔ مولانا احمد علی سہارن پوری

- حاشیہ علی البخاری میں لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اس روایت میں شریک بن عبد اللہ کی دس غلطیاں بیان کی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک غلطی ثم استیقظت کے الفاظ کی ہے۔
- قاضی عیاضؒ نے شفاء میں اس کے معنی یہ لکھے ہیں کہ آپ ﷺ معراج سے واپس آنے کے بعد مکان پر آرام فرما ہوئے اور پھر بیدار ہوئے، یا یہ کہ سفر معراج میں تجلیات ربانی کی وجہ سے جو استغراق کی کیفیت تھی وہ دور ہو گئی اور آپ ہوش میں آ گئے۔
 - اسراء کی ابتداء اصل میں مسجد حرام سے ہوئی اور مسجد حرام کا اطلاق پورے حرم پر ہوتا ہے۔^[44] اور زمین حرم میں ہی حضرت اُم ہانی کا گھر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ام ہانی کا اور کبھی مجازاً اپنا گھر ارشاد فرمایا ہے۔
 - مرقاۃ اور لمعۃ میں ان تمام روایات کی تطبیق یہ بیان کی گئی ہے کہ:
"انه ﷺ نام عند بیت ام بانی وبیتها عند شعب ابی طالب ففرج سقف بیتها واذف البیت الی نفسه لکونه یسکنه فنزل فیہ الملک فاخرجه من البیت الی المسجد وکان مضطجعاً وبہ اثر الناس ثم اخرجہ من الحطیم الی باب المسجد فارکبه البراق"۔^[45]
"یعنی رسول اللہ ﷺ نماز عشاء کے بعد حضرت اُم ہانی کے گھر میں (جو شعب ابی طالب میں تھا)، استراحت فرماتھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد پر بیدار ہوئے اور وہاں سے حرم کی طرف تشریف لے گئے۔ حرم میں وراء حطیم سے ہوتے ہوئے مسجد کے دروازہ پر پہنچے اور براق پر سوار ہو کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔"
 - معراج کی کیفیت کے متعلق ایک تطبیق یہ بھی کی گئی ہے کہ معراج کا واقعہ بحالتِ نیند اور بحالتِ بیداری دونوں صورتوں میں پیش آیا ہے، مگر معراج جسمانی بعثت کے بعد بیداری میں صرف ایک ہی مرتبہ واقع ہوئی ہے اور باقی معراج خواب میں ہوئی تھیں۔ بعثت سے پہلے جو معراج ہوئی وہ ایک خواب تھا جو رسول اللہ ﷺ نے معراج جسمانی سے پہلے دیکھی تھی۔ آپ ﷺ بسا اوقات ایک چیز کو اس کے ظاہر ہونے سے پہلے خواب میں دیکھ لیا کرتے تھے۔ اس لئے یہ واقعہ بھی قبل الظہور آپ کو خواب میں دکھایا گیا۔ گویا خواب معراج جسمانی مقدمہ اور اس کی تمہید تھی۔ آپ ﷺ کو چونیتس معراج ہوئے، ایک جسمانی اور باقی روحانی طور پر۔ چنانچہ شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں کہ:
"وله ﷺ اربعة وثلاثون مرة الذی اسرى به منها اسراء واحد بجسم والباقي بروحه روياء رأها..... بهذا ازاد على الجماعة رسول الله ﷺ باسراء الجسم واختراق السموات والافلاك حسا وقطع مسافات حقيقة محسوسة"۔^[46]
شریک بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ:
"عن شریک بن عبد اللہ انه قال سمعت انس ابن مالک یقول لیلۃ اسرى برسول الله ﷺ من انه جاء ثلاثة نفر قبل ان یوحى الیه وهو نائم فی المسجد الحرام فقال اولهم ایہم هو قال اوسطهم هو خیرهم

⁴⁴ - Abū Sa'ūd, 5: 154.

⁴⁵ - Mirqāt, Bāb al-Mi'rāj, 11:152.

⁴⁶ - Ibn 'Arabi, Fatūhāt Makkiyyah, Chapter: 367, 3:343.

فقال آخرهم خذو اخيرهم فكانت تلك الليلة فلم يرهم حتى اتوه ليلة اخرى فيما يرى قلبه وتنام عينه"

[47]

بخاری کی درج بالا روایت جو شریک بن عبد اللہ سے مروی ہے، سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بعثت سے پہلے جو تمام واقعہ خواب میں دیکھا تھا اُسی کو حالتِ بیداری میں اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمایا۔ اسی کو علامہ ابو سعود لکھتے ہیں کہ:

"والحق انه كان في المنام قبل البعثة وفي اليقظة بعدها"۔^[48]

انبیاء علیہم السلام کے لیلۃ المعراج کی منازل کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق یہ کی گئی ہے کہ وہ تعدد واقعہ پر مبنی ہیں۔ نیز یہ کہ مشکوٰۃ کے باب المعراج کی پہلی حدیث تمام روایتوں میں صحیح روایت ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی اشعة الملتعات میں اس حدیث کی شرح یوں فرماتے ہیں کہ:

"هذا الترتيب الذي وقع في هذا الحديث هو اصح الروايات وارجحها"

قادیانیوں کی طرف سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ "جب لیلۃ المعراج میں باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی روحوں آسمان پر تھیں تو حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کی بھی روح موجود ہونی چاہئے تھی نہ کہ وہ جسمانی طور پر موجود تھے۔"

اس اعتراض کا ایک جواب تو یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا جملہ حالات میں ایک جیسا ہونا ضروری نہیں ہے۔ معراج ہی کی رات آسمان میں وہ مختلف منازل پر دکھائے گئے ہیں۔ کیے گئے سوال کے اصول کے مطابق پھر تو یہ بھی چاہیے کہ چونکہ اکثر انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے تو آپ ﷺ بھی بنی اسرائیل سے ہوں اور آدمؑ، اور لیسؑ اور ابراہیمؑ موجود نہیں ہونے چاہیے تھے۔

دوسرا یہ کہ جب آپ ﷺ خود جسمانی طور پر موجود تھے تو عیسیٰؑ کے مجسم ہونے میں کیا تعجب ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول "ما فقد جسد رسول اللہ ﷺ" کی تصریح

جسمانی معراج النبی ﷺ کے انکار پر قادیانی لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا جسم غیر موجود نہ پایا گیا۔ لہذا معراج جسمانی نہ ہوئی۔ اس اعتراض کے ضمن میں درج ذیل جوابات دیے جاتے ہیں جن سے واضح ہو جائے گا کہ آپ ﷺ کو جسمانی معراج ہوئی:

○ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام صحابہ کا مذہب معراج جسمی اور بحالت یقظہ ہونے کا ہے۔

○ عائشہ اور معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں کا قول جماہیر صحابہ کرام کے اقوال کے مقابل پیش نہیں کیا جاسکتا کیونکہ حضرت عائشہ واقعہ اسراء کے وقت پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں یا سن ضبط و تمیز کو نہیں پہنچی تھیں۔

○ ان کی روایت کو مع عدم المشافہ والثبوت کیونکر ترجیح دی جاسکتی ہے اُن مشاہیر اور جماہیر صحابہ کرام کے اقوال پر جنہوں نے بالمشافہ نور نبوت سے اس معنی کا استفادہ کیا۔

○ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ما فقد جسد رسول اللہ ﷺ والی حدیث کا مروی ہونا نہ تصریح قاضی عیاض و علامہ زر قانی باطل اور غیر ثابت ہے۔^[49]

⁴⁷ - Kitāb Al-Tauhīd, 2:1120. Bukhārī, Al-Jāmi‘,

⁴⁸ - Abū Sa‘ūd, 5: 155.

- بر تقدیر صحت اس حدیث کے علامہ تفتازانی نے اس طرح پر تاویل کی ہے کہ:
- "آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک روح سے مفقود نہ ہوا بلکہ دونوں ساتھ تھے"۔^[50]
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیث کے جس کو ازالہ الخفا صفحہ 305 پر شاہ ولی اللہ نے بہ تخریج حاکم ذکر فرمایا ہے، سے بھی یہی معنی مطابقت رکھتا ہے:
- "لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذَلِكَ، فَارْتَدَّ نَاسٌ فَمَنْ كَانَ آمَنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ، وَسَمِعُوا بِذَلِكَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالُوا: هَلْ لَكَ إِلَى صَاحِبِكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ أُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمُقَدِّسِ، قَالَ: أَوْ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: لَيْنَ كَانَ قَالَ ذَلِكَ لَقَدْ صَدَقَ، قَالُوا: أَوْ تُصَدِّقُهُ أَنَّهُ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمُقَدِّسِ وَجَاءَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنِّي لَأُصَدِّقُهُ فِيمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذَلِكَ أُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِي غَدَوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ، فَلِذَلِكَ سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقَ"۔^[51]
- "فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب کہ آنحضرت ﷺ کو مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی گئی۔ تو آپؐ نے صبح ہوتے ہی لوگوں سے اسراء شب کے واقعات بیان فرمائے۔ پس بعض ایمان والے بھی اس کے سنتے ہی مرتد ہو گئے اور صدیق اکبر کی طرف دوڑتے ہوئے گئے اور پوچھا کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرا صاحب (محمد) زعم کرتا ہے کہ وہ آج رات بیت المقدس کو گیا اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آگیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کیا میرے صاحبؐ نے کہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں کہا ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور یہ کیا بلکہ اس سے بعید تر کی بھی تصدیق کرتا ہوں جو آسمانوں کے متعلق طلوع شمس کے قبل یا زوال کے بعد کی خبر دے اور اسی وجہ سے ان کا نام صدیق ہوا"۔
- اگر معراج بحالت کشف ہوتی تو سیدہ عائشہ معراج کی نسبت اہل مکہ کے انکار و تعجب کو نقل نہ فرماتیں کیونکہ خواب اور مکاشفہ محل تعجب نہیں۔ نیز یہ کہ جب سیدہ عائشہؓ پر یہ ظاہر کیا گیا کہ آپ ﷺ نے شب معراج اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا تو اس بات کی تردید میں آیت: لا تدركه الابصار (انعام: ۱۰۳) {وہ نگاہوں کو پاسکتا، نگاہیں اس کو نہیں پاسکتیں} پیش کی گئی۔ یعنی یہ نہیں فرمایا کہ یہ تو کشف اور خواب کی کیفیت تھی۔ کیونکہ یہاں تورویٰ بیت بصریہ کی بحث تھی۔
- منہاج العلوی میں ملا علی قاری حدیث معاویہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ "وہ اسراء نبویؐ کے وقت ابھی ایمان بھی نہ لائے تھے۔ لہذا ان کا سائل کو یہ جواب دینا کہ "کانت رؤیا صالحہ" معراج جسمی اور اسراء جسدی کے متعلق نہیں، جو ان کے ایمان سے اول اور ان کے علم سے باہر تھا"۔

^[49] (i) Qāzī 'Ayāz, Al-Shifā', 114.

(ii) Al-Zuqānī, Mawāhib al-Ladunya, 13:90.

^[50] Taftāzānī, Sharah 'Aqā'id (Bombay: Aṣaḥ al-Mutābi', S.N), 138.

^[51] Al-Hākim, Al-Mustadrak, Hadith No. 4407.

○ معراج جسمی کے مکررین نے آیت: وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي ارَيْنَاكَ [52] سے تمسک پکڑا ہے کہ یہ واقعہ منجملہ رؤیا منام سے تھا۔ مگر اس کو قاضی عیاض نے شفا میں رد کیا ہے ساتھ آیت: نَسْبُحُنَ الَّذِي أَسْرَى [53] کے، کیونکہ اسری نیند کے متعلق نہیں بولا جاتا۔

○ نیز آیت مذکورہ میں فِتْنَةُ اللَّتَائِسِ بھی اسی کا مؤید ہے۔ کیونکہ خواب کی صورت میں کوئی فتنہ اور امتحان نہیں اور نہ کسی کا انکار متصور ہو سکتا ہے۔

○ نیز اس آیت کو بعض مفسرین نے قصہ حدیبیہ کے متعلق لکھا ہے۔

○ رؤیا کا استعمال کلام عرب میں حالت یقظہ و بیداری کے لیے بھی لیا گیا ہے۔

فکبر للرؤیا و هش فواده وبشر نفسا کان قبل یلومها

○ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ} [الإسراء: 60]

قال: «هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ» [54] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ "رؤیا سے مراد رؤیا عین ہے۔"

○ پیر مہر علی شاہ فرماتے ہیں کہ بے شک راویوں نے واقعات اسراء روحی و جسمی کو ایک دوسرے سے جدا گانہ بیان کرنے میں تامل کیا ہے مگر اس کو روایت بالمعنی ہونے کی وجہ سے معیوب اور مستکرہ خیال نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا فتح المغیث میں ہے کہ:

○ وَعَنْ بَعْضِ التَّابِعِينَ قَالَ: لَقِيتُ أَنَسًا مِنَ الصَّحَابَةِ فَاجْتَمَعُوا فِي الْمَعْنَى وَاخْتَلَفُوا عَلَيَّ فِي

اللَّفْظِ، فَقُلْتُ ذَلِكَ لِبَعْضِهِمْ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ مَا لَمْ يُجَلِّ مَعْنَاهُ. حَكَاهُ الشَّافِعِيُّ.

○ وَقَالَ حُدَيْفَةُ: إِنَّا قَوْمٌ عَرَبٌ، نُورِدُ الْأَحَادِيثَ فَنَقْدِمُ وَنُؤَخِّرُ.

○ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: كُنْتُ أَسْمَعُ الْحَدِيثَ مِنْ عَشْرَةِ الْمَعْنَى وَاحِدٍ وَاللَّفْظِ مُخْتَلِفٍ. وَمِمَّنْ كَانَ

يَزِي بِالْمَعْنَى مِنَ التَّابِعِينَ: الْحَسَنُ وَالشَّعْبِيُّ وَالنَّخَعِيُّ.

○ بَلْ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ: إِنَّهُ الَّذِي يَشْهَدُ بِهِ أَحْوَالُ الصَّحَابَةِ وَالسَّلَفِ الْأَوَّلِينَ، فَكثيرًا مَا كَانُوا

يَنْقُلُونَ مَعْنَى وَاحِدًا فِي أَمْرٍ وَاحِدٍ بِالْفَظِّ مُخْتَلِفَةٍ، وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِأَنَّ مَعَوْلَهُمْ كَانَ عَلَى الْمَعْنَى

دُونَ اللَّفْظِ. -

○ قَالَ الْحَسَنُ: لَوْلَا الْمَعْنَى مَا حَدَّثْنَا.

○ وَقَالَ الثَّوْرِيُّ: لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نُحَدِّثَكُمْ بِالْحَدِيثِ كَمَا سَمِعْنَاهُ مَا حَدَّثْنَاكُمْ بِحَرْفٍ وَاحِدٍ. [55]

خلاصہ بحث

مندرجہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت: أَوْ تَرَفَى فِي السَّمَاءِ سے کسی بشر مقدس کا آسمان پر جانا محال نہیں سمجھا جاتا بلکہ آیت: نَسْبُحُنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ اس کے وقوع پر دال ہے۔ لہذا قادیانی کا پہلی آیت کو امتناع صعود علی السماء بجحدہ العفصری کے لیے مؤید و مثبت ٹھہرانا اور معراج النبی ﷺ کے متعلق مختلف روایات اور الفاظ میں ائمہ کی تطبیق کے خلاف فلسفیانہ استدلال کرنا باطل ہوا۔ قادیانی

[52] Banī Isrā'īl, 17:60.

[53] Banī Isrā'īl, 17:1.

[54] Bukhārī, Al-Jāmi', Hadith No. 3888.

[55] Al-Sakhāwī, Shams al-Dīn, Fath al-Mughīth (Egypt: Maktaba Al-Sunnah, 2003), 3:138,143.

جماعت کتاب و سنت کے برخلاف فلسفیات و وہمیات کو ترجیح دے کر یُحْفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ^[56] اور لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ^[57] میں داخل ہے۔ آیاتِ قرآنیہ کی اس سے زیادہ تحریف اور کیا ہوگی کہ ایک عبد البطن، آیت: حوالذی ارسل رسولہ بالہدیٰ کو سن کر (فرض کرو الہامی طور پر ہی سہی) خود رسول اور نبی بن جائے، خدا کے رسولوں کا بالخصوص افضل الرسل ﷺ کا تمسخر اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ ان کی احادیث متواترہ کو قطع برید کر کے اپنے شیطانی الہام کے مطابق کی جائیں، اور عیسیٰ بن مریم کو مکار و فریبی اور ان کی تین دادیوں اور نانیوں کو زنا کار کسی عورتیں لکھا جائے (ضمیمہ انجام آتھم)، اور آنحضرت ﷺ کے کشفِ عینی شبِ معراج والے کو غیر واقعی قرار دیا جائے۔ حالانکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کے متعلق رؤیا عین فرماتے ہیں اور بمطابق آیت: وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ (بنی اسرائیل: 60) معراج کا قصہ سن کر جو لوگ اہل مکہ سے مرتد ہوئے تھے ان کے بارہ میں فِتْنَةً لِلنَّاسِ فرمایا گیا۔ قادیانی مشن کے لوگ بھی بوجہ انکار معراجِ جسی اور رویتِ عینی کے فِتْنَةً لِلنَّاسِ کا مصداق ہیں۔

^[56] Al-Nisā', 4:46.

^[57] Al-Baqrah, 2:78.